خطاطی۔ اسلام کی نظر میں

مولانا محمد ارتقاء الحسن کاندھلوی

خطاطی مسلمانوں کے لیے وہ خوب صورت، دل آویز اور دل نواز فن ہے، جو ہمیشہ سے ان کی توجہ کا مرکز اور ان کی محنت وشوق کا محور رہا ہے۔ یہ فن ان کے لیے دین و علم کی لذت کا ایک بہت بڑا ذریعہ بھی تھا اور ان کے ذوقِ جمالیات اور آرٹ کے اظہار کا وسیلہ بھی، اس لیے انہوں نے اس میں وہ تنوع، خوب صورتی اور رنگا رنگی پیدا کی کہ دنیائے جمال حیرت زدہ رہ گئی، مسلمان اہلِ فن کے حسنِ کتابت اور فنی کمال سے بھرپور ایسے ایسے یادگار نمونے موجود ہیں، جن پر ذوق وجد کرتا اور مصوری جن کی بلائیں لیتی ہے۔

مسلمانوں کے لیے یہ فن اس اعتبار سے مذہبی ضرورت بھی ہے کہ اس قوم کا وجود ہی علمی بنیادوں پر استوار ہے اور یہ اپنے پہلو میں قرآن مجید جیسا علمی معجزہ رکھتی۔ یہ بات کہنے کی چنداں ضرورت نہیں کہ علمی ترقیات کتابت کے بغیر تقریباً ناممکن ہیں۔ اسلام اگرچہ زندگی کے مختلف شعبوں میں حسن و جمال کی ترغیب دیتا ہے مگر اپنی جمالیاتی تہذیب کے دائرے میں انتہائی پاکیزگی ونفاست کا مطالبہ بھی کرتا ہے۔ خطاطی و کتابت کی قدر افزائی اس لیے بھی ہے کہ وہ انسانیت کی ترقی و بہبود کا ذریعہ ہونے کے ساتھ ساتھ نہایت نفیس اور پاکیزہ فن ہے۔

خطاطی آنکھوں کے لیے ایسی ہی ہے جیسے کانوں کے لیے موسیقی۔ جس طرح ایک دل فریب نغمہ وجد کی کیفیت طاری کر دیتا ہے، اسی طرح خوش نویسی کا عمدہ نمونہ آنکھوں کو نور اور دل کو سرور بخشتا ہے۔ اس فنِ لطیف کے ساتھ انسان (جس کی فطرت

جمالیات کی دل دادہ ہے) کے شغف اور والہانہ انہماک کا سبب یہی ہے کہ وہ تشنگی علم کو بجھانے کے ساتھ ساتھ اس کے ذوقِ جمال کی تسکین کا سامان بھی ہے ۔ بقول مولوی احترام الدین شاغل ''شعر اگر سامعہ نواز ہے تو خط باصرہ افروز'' ۔[۲]

خط کی ابتدا و ایجاد کے متعلق ایک خیال:

خط کی ابتداء و ایجاد اور اس کے تدریجی ارتقاء کی تاریخ یہاں موضوع بحث نہیں ہے، تاہم یہ کہا جاسکتا ہے کہ خط کا وجود دنیا کے وجود سے پیش تر ہے ۔ یہ ایک عجیب اور ناقابلِ انکار حقیقت ہے کہ خدائے حکیم و خبیر نے انسان ہی نہیں، بلکہ تمام مخلوقات سے پہلے قلم کو پیدا فرمایا اور اس سے قضا و قدر کی کتابت کا کام لیا۔ ارشاد نبوی ہے:

أول ماخلق الله القلم [۳] سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے قلم کو پیدا فرمایا۔

علامہ قرطبیؒ فرماتے ہیں:

الأقلام فی الأصل ثلاثة: القلم الأول : الذی خلقه الله بیده وأمره أن یکتب . والقلم الثانی : أقلام الملائکة، جعلها الله بأیدیهم یکتبون بها المقادیر والکوائن والأعمال ، والقلم الثالث : أقلام الناس جعلها الله بأیدیهم یکتبون بها کلامهم ویصلون بها مآربهم . [۴]	بنیادی طور پر قلم تین ہیں: پہلا قلم وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے پیدا کر کے لکھنے کا حکم فرمایا، دوسرا قلم فرشتوں کا قلم ہے جو اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں میں دے رکھا ہے ، ان سے وہ تقدیرات ، تکوینیات اور بندوں کے اعمال لکھتے ہیں ، تیسرا قلم، انسانوں کا قلم ہے، جو اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں میں دیا ہے کہ وہ اس سے اپنا کلام لکھیں اور اپنی ضروریات پوری کریں۔

یہ تیسرا قلم انسانوں کے ہاتھ میں کب اور کس طرح دیا گیا؟ اس کی تفصیلات و احوال تاریخ کے صفحات پر رقم کیے جاچکے ہیں اور جدید تحقیقات و انکشافات کا سلسلہ بھی جاری ہے ۔ تاہم ایک خیال یہ بھی ہے کہ خط ''توقیفی'' چیز ہے، یعنی انسانوں نے ضرورت کے پیش نظر اس کو ایجاد نہیں کیا، بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس کی اہمیت کی بنا پر یک بارگی انہیں سکھلا دیا، بعد

میں انسانوں کے ذریعے اس کی ترقی ہوتی رہی۔امام بدرالدین زرکشیؒ لکھتے ہیں:

والذی نقوله : ان الخط توقیفی لقوله :"عَلَّمَ بِالقَلَمِ، عَلَّمَ الإِنْسَانَ مَالَمْ يَعْلَمْ "وقال تعالیٰ : "نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ "(واذا کان کذا)فلیس ببعیدأن یوقف آدم وغیره من الأنبیاء علیهم السلام علی الکتاب . ۵

ہمارا کہنا یہ ہے کہ خط ایک "توقیفی چیز" ہے اللہ تعالیٰ کے فرمان:"عَلَّمَ بِالقَلَم عَلَّمَ الاِنْسَانَ مَالَمْ يَعْلَمْ "اور "نٓ وَالقَلَمِ وَمَايَسْطُرُونَ " کی وجہ سے (اور اگر بات ایسی ہی ہے)تو یہ قرینِ قیاس ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام اور دیگر انبیاء کرام کو لکھنا سکھلا دیا ہو۔

آگے لکھتے ہیں:

إن أسماء هذه الحروف داخلة فی الأسماء التی علّم اللّٰه تعالیٰ آدم علیه السلام .۶

ان حروفِ تہجی کے نام بھی ان ناموں میں شامل ہیں ، جو اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو سکھلائے۔

مزید لکھتے ہیں:

وما اشتهر أن أبا الأسود أول من وضع العربیة وأن الخلیل أول من وضع العروض فلا ننکره، وإنما نقول إن هذین العلمین کانا قدیماً، وأتت علیهما الأیام، وقلّا فی أیدی الناس، ثم جدّدهما هذان الإمامان .۷

رہی یہ بات جو مشہور ہے کہ ابوالاسود نے سب سے پہلے عربی قواعد اور خلیل بن احمد نحوی نے سب سے پہلے علم عروض وضع کیے، تو ہم اس کا انکار نہیں کرتے ، ہم تو یہ کہتے ہیں کہ یہ دونوں علم قدیم ہیں جو گردشِ زمانہ کی نذر ہوکر انسانوں کے ہاتھوں سے نکل چکے تھے، ان دونوں اماموں نے ان کی تجدید کی۔

مذکورہ اقتباسات سے معلوم ہوتا ہے کہ زرکشی کتابت کی تاریخ کے منکر نہیں ہیں، بلکہ یہ کہتے ہیں کہ قرآنی آیات اور بعض قرائن سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابتداء ہی میں حضرت آدم علیہ السلام کو تحریر وکتابت سکھلا دی تھی ، لیکن چوں کہ اس وقت

تک تمدنی زندگی کا دائرہ محدود تھا، اس وجہ سے یہ فن ضائع ہو گیا، بعد ازاں مختلف زمانوں اور علاقوں میں مختلف شخصیات کے ہاتھوں اس کی تجدید اور از سر نو شیرازہ بندی ہوئی، جس کے مفصل احوال تاریخ میں محفوظ ہیں۔

اگر اس بات کو درست تسلیم کر لیا جائے تو خط و کتابت کے موجد اور واضع کے بارے میں کہا جا سکتا ہے کہ مختلف زمانوں میں مختلف لوگوں نے اس کی ایجاد میں حصہ لیا اور ان کے زمانے میں، علاقے یا کام کی نوعیت کے اختلاف کی وجہ سے ہر ایک کو الگ الگ موجد قرار دے دیا گیا۔ اس طرح اس بارے میں پائی جانے والی متفرق اور کثیر الاختلاف تاریخی روایات کا تضاد بھی دور ہو جائے گا۔

انسانی زندگی میں خطاطی و کتابت کی اہمیت:

خطاطی اور کتابت دو الگ الگ چیزیں ہیں۔ اشاعتِ علم، تہذیب و تمدن، اعلیٰ اخلاقی کرادر کی تشکیل اور ذوقِ جمال کی تسکین میں دونوں کے الگ الگ کردار ہیں۔ بنیادی طور پر کتابت تحصیلِ علم کا ذریعہ ہے۔ اس میں عام طور سے تحسینِ قلم، پروازِ فکر اور تخلیقی آرائش پر توجہ نہیں دی جاتی، بلکہ زائد سے زائد لکھنے کی سعی کی جاتی ہے۔

انسانی زندگی میں خط و کتابت کی اہمیت محتاج بیان نہیں۔ تاریخ بتلاتی ہے کہ خط کی ایجاد سے پہلے انسان کی ترقی کا سفر سست روی سے طے ہو رہا تھا، خط کی ایجاد سے اس میں تیزی آئی اور اس کی ترقی سے تیز تر ہوتا چلا گیا۔ اب اس کی رفتار کا یہ عالم ہے کہ پہلا قدم زمین پر ہے، دوسرا چاند پر ہے، اور تیسرا مریخ پر رکھا چاہتا ہے۔ رسالہ تہذیب الاخلاق میں لکھا ہے:

''مہذب قوموں میں سب سے زیادہ مابہ الامتیاز یہ خط ہی ہے............ جو قوم فنِ تحریر سے نا آشنا ہے، اس میں اور حیوانوں میں کچھ تھوڑا ہی سا فرق ہے۔'' ۸

خط انسان کی فطری ضرورت ہے۔ حیوانات اپنے مافی الضمیر کے اظہار پر قادر ہیں نہ ان کی فطری یکسانیت اس کا تقاضا کرتی ہے، جب کہ فطرتِ انسانی کی بوقلمونی کے لیے اظہار و بیان ضروری ہے، چناں چہ ابتدائے تخلیق میں ہی اللہ تعالیٰ نے اس میں زبان

و بیان کی صلاحیت پیدا فرمادی تھی، پھر چوں کہ تمدنی زندگی اور کاروبارِ جہاں کے نظم و نسق کے لیے ان بیانات اور تعبیرات کو محفوظ رکھنا ناگزیر تھا، اور زبان سے نکلے ہوئے الفاظ بقول علامہ ابن خلدون ''ہوا کی مدد سے منھ کے اندر سے نکلتے ہیں اور ہوا کے ساتھ ہی غائب ہوجاتے ہیں''۹ اس لیے انسان کو ایسے نقوش سکھلائے گئے جو ان بیانات پر صحیح طور سے دلالت کرسکیں اور ان کو دیر تک قائم رکھ سکیں۔ گویا تحریر و کتابت بھی بیان ہی کی ایک صورت ہے، جو بنی نوع انسان کا امتیازی وصف ہے۔

بہر کیف! خط و کتابت کے انسانی زندگی کی تشکیل، تمدن و معاشرت کی وسعت و فروغ اور تہذیبِ اخلاق کے باب میں دوُر رس اور دیر پا اثرات ہیں۔ علامہ ابن خلدون خطاطی کی حقیقت واہمیت کی بابت رقم طراز ہیں:

وهو رسوم وأشكال حرفية تدل على الكلمات المسموعة الدالة على مافي النفس، فهو ثاني رتبة من الدلالة اللغوية ،وهو صناعة شريفة ، إذ الكتابة من خواص الإنسان التي يميزبها عن الحيوان، وأيضاً فهي تطلع على مافي الضمائر وتتأدى بها الأغراض إلى البلد البعيد فتقضي الحاجات، وقددفعت المؤنة المباشرة لها، ويطلع بها على العلوم والمعارف وصحف الأولين و ما كتبوه من علومهم وأخبارهم . ۱۰	خط ایسے حرفی نقوش اور شکلوں کا نام ہے جو سنے ہوئے کلموں پر دلالت کرتے ہیں اور یہ کلمے مافی الضمیر کی طرف رہنما ہوتے ہیں، لہٰذا خط لغوی دلالت کی نسبت ثانوی درجہ رکھتا ہے، خطاطی و کتابت ایک باعزت فن ہے، اس لیے کہ یہ انسان کی ایسی خصوصیت ہے جس کے ذریعے وہ حیوانات سے ممتاز ہوتا ہے، نیز یہ دل کے اندر تک جھانک لیتا ہے اور اس کی وجہ سے دوُر دراز کے شہروں سے بھی مقاصد پورے ہوجاتے ہیں، مزید یہ کہ علوم و معارف سے واقفیت حاصل ہوتی ہے، اور گزشتہ لوگوں کے صحیفوں اور ان علوم اور حالات کی اطلاع ملتی ہے جو وہ لکھ کر گئے۔

قاضی محمد ثناء اللہ عثمانیؒ (م ۱۲۲۵ء) اپنی شہرۂ آفاق تفسیر ''تفسیر مظہری'' میں آیتِ کریمہ ''الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ الخ'' کے تحت لکھتے ہیں:

علّم الخط بالقلم ، ليفيد به العلوم و الكتب المنزلة فيبقى بعد مضى الدهور ويعلم به البعيد و إنما خصّ علم الخط أولا بالذكر إظهاراً لشرفه فإن الغرض من التعليم الحفظ ، وتبقية العلوم وحفظها غالباً بالكتابة عادةً. ال	اللہ تعالیٰ نے قلم سے لکھنا سکھایا، تا کہ علوم و فنون اور آسمانی کتابوں کو اس سے فائدہ پہنچے کہ صدیاں بیت جانے کے باوجود وہ باقی رہیں، اور ہر دور کے لوگوں کو بھی ان کا علم ہو جائے، اور خط و تحریر کا پہلے اس لیے ذکر کیا تا کہ اس کی قدر و منزلت کا اظہار ہو، کیوں کہ حصولِ علم کا مقصد اس کو محفوظ رکھنا ہوتا ہے اور علم کی حفاظت و بقا عام طور سے کتابت ہی کے ذریعہ ہوتی ہے۔

مزید لکھتے ہیں:

إن قوله "بالقلم "متعلق به"علّم " معنىٰ علّم العلوم بتوسط القلم وإنما قدّمه فى الذكر لكون التعليم بالقلم أسبق التعلّمات . ۱۲	اللہ تعالیٰ کے قول ''بالقلم '' کا تعلق ''علم'' سے ہے، یعنی اللہ تعالیٰ نے تمام علوم قلم کے واسطے سے سکھلائے اور تعلیم بالقلم کو مقدم ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ سب سے اوّلین تعلیم ہے۔

علامہ قرطبیؒ اپنی مشہور تفسیر ''الجامع لأحكام القرآن '' میں لکھتے ہیں:

نبّه على فضل علم الكتابة ، لما فيه من المنافع العظيمة التى لايحيط بها الا هو ، وما دوّنت العلوم ولاقيدت الحكم ولا ضبطت أخبار الاولين و مقالاتهم ولا كتب	اللہ تعالیٰ نے آیتِ کریمہ ''الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ '' کے ذریعے فنِ کتابت کی فضیلت سے باخبر کیا ہے کہ اس میں ایسے عظیم فائدے ہیں جن کا کوئی دوسرا فن احاطہ نہیں کر سکتا۔ اگر یہ فن نہ ہوتا تو نہ حکمت کی باتیں قیدِ تحریر میں

اللّٰہ المنزلة إلا بالكتابة، ولو لا هي مااستقامت أمور الدين والدنيا ۱۳	آتیں نہ گذشتہ لوگوں کی خبریں اور بات چیت محفوظ رہتی اور نہ آسمانی کتابیں ہی لکھی جاتیں۔ اگر خط نہ ہوتا تو دینی ودنیوی امور ٹھیک ٹھیک انجام نہ پاتے۔

کتابت کا مقام وہی ہے جو ایک ظرف اور برتن کا ہوتا ہے۔ عمدہ سے عمدہ غذا اگر گندے اور آلودہ ظرف میں پیش کی جائے تو نفیس طبیعت اس کو چکھنا بھی گوارا نہیں کرتی، جب کہ معمولی غذا اگر نفیس ظرف میں ہو تو بے اختیار طبیعت اس کی طرف کھنچتی ہے۔ فنِ خطاطی کا علم پر احسان ہے کہ اس نے علم کو ایسا عمدہ ظرف بخشا کہ دل خود اس کی طرف کھنچنے لگتا ہے۔ آج بھی جب دو سو تین سو سال پرانے کسی مخطوطے پر نظر پڑتی ہے تو بے اختیار کاتب کے حق میں کلمات آفریں نکلتے ہیں اور دل اس کے ذوق وفن کی داد دیے بغیر نہیں رہتا۔ یہ بھی مشاہدہ ہے کہ نہایت نفیس اور اعلیٰ مواد اور مشتمل تحریر اگر سلیقے سے نہ لکھی گئی ہو تو اسے پڑھنے کو جی نہیں چاہتا۔ تاریخ میں اس کی بھی مثالیں موجود ہیں کہ عمدہ کتابت نہ ہونے کی وجہ سے کتابیں ناقابلِ استفادہ قرار پائیں۔ ابن خلدون ایک سلسلۂ کلام کے ذیل میں لکھتے ہیں:

فصارت الخطوط بافريقية والمغربين مائلة إلى الرداءة، بعيدة عن الجودة، وصارت الكتب اذا انتسخت فلا فائدة تحصل لمتصفّحها منها إلا العناء والمشقة لكثرة مايقع فيها من الفساد والتصحيف وتغيير الأشكال الخطية عن الجودة، حتى لاتكاد تقرأ الا بعد عسر. ۱۴	افریقہ اور مغرب کے خطوط بے کار، ردی اور عمدگی سے دور ہو گئے، چناں چہ جو کتابیں لکھی گئیں ان کی ورق گردانی کرنے والے کو تکلیف اور مشقت کے سوا کچھ حاصل نہ ہوتا تھا، اس لیے کہ اس میں اس قدر فساد اور اغلاط ہوتی تھیں اور کتابت کی شکلیں اتنی بدل دی جاتی تھیں کہ مشقت کے بغیر ان کو پڑھا بھی نہ جا سکتا تھا۔

مزید یہ کہ خطاطی نے علم کو زمانی و مکانی وسعت عطا کی ہے۔ اس بات کا انکار نہیں کہ علم کا محل قلب و دماغ ہے، لیکن اس کی اشاعت و توسیع انسانی سینوں سے زیادہ کاغذ کے سفینوں سے ہوئی ہے۔ خط نہ ہوتا تو علم کا بیش تر حصہ ضائع ہو جاتا ہو اور جو باقی رہتا اس کے اعتبار و استناد پر شک کے بادل منڈلاتے رہتے، جیسا کہ ما قبل الخط کے علوم کے ساتھ ہوا۔

مرزا غالب خط کو آدھی ملاقات کہا کرتے تھے، کیوں کہ خط کی تحریر میں خیالات اور جذبات و احساسات کے ساتھ لکھنے والے کے ہاتھ کے نقوش بھی ہوتے ہیں۔ ان نقوش سے لکھنے والے کا تصور ابھرتا ہے، جو یادوں کی بارات ساتھ لاتا ہے اور واقعتاً آدھی ملاقات کا لطف آ جاتا ہے، بلکہ بسا اوقات تحریر کے ذریعے ایسے جذبات و احساسات کی ترجمانی ہو جاتی ہے جو زبان سے ادا نہ کیے جا سکیں۔ اس اعتبار سے خط زبان سے زیادہ بلیغ اور مؤثر ہے۔

خطاطی اور کتابت سے انسان کی عقل و شعور میں اضافہ ہوتا ہے:

شخصی سطح پر خطاطی اور کتابت کا ایک عظیم فائدہ یہ بھی ہے کہ اس سے انسان کی عقل و شعور میں پختگی اور غور و فکر کرنے کی صلاحیت میں اضافہ ہوتا ہے۔ ابن خلدونؒ لکھتے ہیں:

إن النفس الناطقة للإنسان إنما توجد فيه بالقوة وإن خروجها من القوة إلى الفعل إنما هو بتجدّد العلوم والإدراكات عن المحسوسات أولاً، ثم ما يكتسب بعدها بالقوة النظرية إلىٰ أن يصير إدراكا بالفعل وعقلاً محضاً وتكون ذاتاً روحانية ويستكمل حينئذ وجودها۔[۱۵]	عقل انسان میں ابتدا ہی سے موجود ہوتی ہے، پہلے نئی نئی معلومات اور محسوس چیزوں کے ادراک کے ذریعے اس کا ظہور ہوتا ہے، پھر استدلالی قوت سے اس کی نشو و نما ہوتی رہتی ہے، حتیٰ کہ وہ عملی طور پر ادراک و عقل اور ایک روحانی شے بن جاتی ہے، تب اس کا وجود مکمل ہوتا ہے۔

آگے لکھتے ہیں:

والكتابة من بين الصنائع أكثر إفادة لذلك، لأنها تشتمل على العلوم والأنظار بخلاف الصنائع، وبيانه أن في الكتابة انتقالاً من الحروف الخطية إلىٰ الكلمات اللفظية في الخيال، ومن الكلمات اللفظية في الخيال إلىٰ المعاني التي في النفس، ذلك دائماً فيحصل لها ملكة الانتقال من الأدلة إلى الدلالات، وهو معنى النظر العقلي الذي يكسب العلوم المجهولة، فيكسب بذلك ملكه في التعقل، تكون زيادة عقل ويحصل به قوة فطنة وكيس في الأمور لما تعودوه من ذلك الانتقال، ولذلك قال كسرىٰ في كُتّابه لما رآهم بتلك الفطنة والكيس فقال "ديوانه" اى مجنون۔[١٦]

فنونِ لطیفہ میں یہ فائدہ سب سے زیادہ فنِ کتابت سے حاصل ہوتا ہے، اس لیے کہ وہ دیگر فنون کے برخلاف علوم واستدلالات پر مشتمل ہوتا ہے، اس کی تفصیل یہ ہے کہ کتابت میں ذہن لکھے گئے حروف سے خیالی طور پر ابھرنے والے کلمات کی طرف منتقل ہوتا ہے، اور خیالی کلمات سے ان معانی کی طرف جو دل میں ہیں، یہ سلسلہ جاری رہتا ہے، حتیٰ کہ کاتب کو دلائل سے مدلولات کی طرف منتقل ہونے کی صلاحیت حاصل ہوتی ہے اسی کو غور وفکر اور عقلی استدلال کہاجاتا ہے، جس کے ذریعے معلوم علوم تک رسائی ہوتی ہے، اس طرح اسے عقل کو استعمال کرنے کا سلیقہ آجاتا ہے جس سے اس کی عقل وشعور میں اضافہ ہوتا ہے، اور قوتِ فہم اور کاموں میں تجربہ ومہارت حاصل ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے کسریٰ نے جب اپنے کاتبوں کی عقل وفہم اور تجربہ و مہارت کو دیکھا تو کہا کہ "یہ تو دیوانے ہیں"۔

قلقشندی نے ابن عبدربہ (صاحب العقد الفرید) کے حوالے سے لکھا ہے کہ بہت سے لوگ جو پستی ولاچارگی اور خستہ حالی وفقر کی زندگی گزار رہے تھے، اس فنِ لطیف کے سہارے عقل وشعور کے مراحل طے کرکے بڑے بڑے عہدوں اور بلند مرتبوں تک پہنچ گئے۔ ابن عبدربہ نے ایسے لوگوں کی طویل فہرست ذکر کی ہے۔[١٧]

تحریر و کتابت سے انسان کی عمر، قوم اور قبیلے کی شناخت ہوتی ہے:

خطاطی کا ایک اور حیرت انگیز فائدہ یہ ہے کہ اس کے ذریعہ انسان کے اندرون، عمر اور اس کے قوم و قبیلے کا اندازہ لگالیا جاتا ہے۔ یہ علم سترہویں صدی کے ایک مغربی ماہرِ نفسیات مسٹر باڈول نے ایجاد کیا۔ شیخ ممتاز حسین جون پوری لکھتے ہیں:

''اس جدید علم کے ذریعے سے انسان کی سیرت، اخلاق، عادت، نیک چلنی، بد چلنی، صحت، سن و سال، قوم و قبیلے کا پتہ خط کو دیکھ کر چلا لیا جاتا ہے۔ اس علم کی تائیدی مثالوں میں دکھایا گیا ہے کہ ۱۷۹۵ء تک نپولین اعظم کے دستخط سے حوصلہ مندی اور اعتمادِ نفس کا اظہار ہوتا ہے، ۱۸۰۴ء میں وہ صرف نپولین لکھتا تھا اور اس کی طاقت کی ترقی پر دستخط مختصر ہونے لگے تھے، دورانِ جنگ کے تمام دستخطوں کے نیچے جو لکیر نپولین کھینچتا تھا وہ بہت موٹی ہوتی تھی، اس کے عام خط سے اس کی تلوّن طبعی کا ثبوت دیا گیا ہے، واٹرلو کی شکست کے بعد جب اس کا دل پژمردہ سا ہوگیا تو اس وقت کے بعد اس کی تمام تحریروں کو سابقہ تحریر اور دستخط سے ملا کر اس علم کی تائید میں سراغ رسی کی گئی تو معلوم ہوا کہ پھر تا آخرِ عمر اس کے خط سے روانی رخصت ہوگئی، نہ حرفوں میں وہ پیوستگی باقی رہی نہ وہ روانی۔ دستخط کی لکیر میں بھی وہ اوج پسند کشش باقی نہ رہی۔[۱۸]

اس علم کے اصول و ضوابط اور طور و طریق سے قطعِ نظر اتنا تو ہر حساس اور باشعور شخص غور کرسکتا ہے کہ دل و دماغ کے مختلف حالات میں تحریر کے جدا جدا انداز ہوتے ہیں۔ خوشی و مسرت کے موقع پر لکھی گئی تحریر میں عجیب کشش، رونق اور تازگی ہوتی ہے، جب کہ غم کے وقت کی تحریر پژمردگی اور پریشان خیالی کی نمائندہ ہوتی ہے۔ اسی طرح بیمار آدمی کی تحریر میں وہ زندگی نہیں ہوتی جو صحت مند کی تحریر میں ہوتی ہے۔

خطاطی:

خطاطی کتابت سے ایک قدم آگے کا فن ہے۔ خطاطی انسانی خیالات و

احساسات کو محفوظ کرنے ہی کا ذریعہ نہیں، بلکہ کاتب کے فکر و احساسات اور فنی کمال کے اظہار کا ذریعہ بھی ہے۔ اردو انسائیکلو پیڈیا میں ہے:

''فنِ خطاطی میں صرف خوش نویسی ہی شامل نہیں ہے، اس میں کاتب کا شعور، اس کی حس اور اس کا ذوق و شغف بھی داخل ہے۔ اکثر اسلامی ممالک میں جہاں مجسمہ سازی اور مصوری کو اچھی نظروں سے نہیں دیکھا جاتا، خطاطی ہی فنی تخلیق کے اظہار کا ایک وسیلہ رہی ہے، ورنہ محض تحریر تو ترسیل کا ایک طریقہ ہے اور اس سے صرف انسانی خیالات، جذبات و احساسات کو قلم بند کرنے اور انہیں ایک دوسرے تک پہونچنے کا کام لیا جاتا ہے۔''[۱۹]

صرف کاتب ہی نہیں، ہر فن کار اپنے فن میں کامل اسی وقت ہوتا ہے جب وہ اپنے احساس، ذوق اور تخیل کو فن کا جز بنادے۔ ابن کلیم (خطاط ہفت قلم) نے کسی خطاط کا قول نقل کیا ہے:

''تخیل ایک خوب صورت پیکر ہے، اس کو عمل میں لانا (یعنی صورتِ متخیلہ کا اظہار کرنا) بہت دشوار ہے۔ اگر ایسا ہو تو یہی فن ہے''۔[۲۰]

کتابت اگر علم و حکمت اور حال و ماضی کی تاریخ کی حفاظت اور دوسرے فوائد کی حامل ہے تو خطاطی قوموں کی تہذیب و تمدن، مزاج و طبیعت اور ذوق احساس کی آئینہ دار ہے اور تہذیبِ اخلاق اور اعلیٰ اقدار کی ترویج و اشاعت میں بھی اس کا مؤثر کردار ہے۔ ہر دور میں مساجد اور عمارتوں کی دیواروں پر قرآنی آیات، احادیثِ مبارکہ، عربی و فارسی کے عمدہ اشعار، حکیمانہ اقوال اور لطیف فقرے نقش کرانے یا طغروں اور فریموں کی صورت میں لٹکانے کی روایت رہی ہے۔ آج بھی باذوق اور ذی علم حلقے میں یہ روایت زندہ اور تروتازہ ہے۔ خطاطی کے یہ شہ پارے، جو عموماً ماہر خطاطوں کے زورِ قلم کا نتیجہ ہوتے ہیں، اخلاقی مضامین پر مشتمل ہوتے ہیں اور مختصر ہونے کے باوجود ایسے لطیف اور مؤثر پیرائے میں ہوتے ہیں کہ دل میں اتر جاتے ہیں، پھر چوں کہ در و دیوار پر ہونے کی وجہ سے بار باران پر نظر پڑتی ہے اس لیے ان کے دیرپا نقوش دل و دماغ پر ثبت ہوجاتے ہیں، اور بعض مرتبہ خطاطی کا ایک شہ پارہ زندگی میں صالح انقلاب کا محرک بن جاتا ہے۔

اسلام سے پہلے خطاطی اور کتابت:

عربوں کو من حیث القوم اپنی خداداد قوتِ حافظہ پر ناز تھا، اور غالباً یہی فخر و تکبر ان کے اور کتابت کے درمیان حائل تھا، نیز مزاج کا بدوی پن اور طبیعت کی وحشت ان کو فنونِ لطیفہ سے، جو تمدن کی پیداوار ہیں، دُور رکھتی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام سے پہلے عربوں میں کتابت کا وجود برائے نام تھا اور جو کچھ تھا وہ قواعد و اصول سے عاری تھا۔ ابن خلدون رقم طراز ہیں:

فكان الخط العربي لأول الإسلام غير بالغ إلى النهاية من الإحكام و الإتقان والإجادة ولا إلى التوسط لمكان العربي من البداوة والتوحش وبعدهم عن الصنائع ۔ [۲۱]

عربوں کے بدوی پن، وحشت پسندی اور فنونِ لطیفہ کی دوری کی وجہ سے عربی خط ابتدائے اسلام میں پختگی، عمدگی اور مضبوطی کے کسی مقام پر نہیں تھا۔

جرجی زیدان لکھتے ہیں:

ليس في آثار العرب بالحجاز مايدلّ على أنهم كانوا يعرفون الكتابة إلا قبيل الإسلام ،فجاء الإسلام و الكتابة معروفة في الحجاز و لكنها غير شائعة، فلم يكن يعرف الكتابة في مكة إلا بضعة عشر إنساناً [۲۲]

اسلام سے کچھ پہلے عرب فنِ کتابت سے واقف ہوگئے تھے، لیکن حجاز میں موجود عربوں کے آثارِ قدیمہ میں کوئی چیز ایسی نہیں ہے جس سے معلوم ہوتا ہو کہ عرب اس سے پہلے بھی اس فن سے واقف تھے، چناں چہ اسلام کی آمد کے وقت حجاز میں یہ فن تھا تو، لیکن عام نہیں تھا، مکہ میں دس سے کچھ زائد افراد ہی کتابت جانتے تھے۔

اسی وجہ سے نزولِ قرآن کے بعد جب صحابہ نے قرآنِ پاک کو تحریر کا جامہ پہنایا تو ان کے رسم الخط میں رائج الوقت اصول و قواعد سے کہیں کہیں انحراف بھی پایا گیا، مگر صحابہ کا خط تھا اس لیے آنے والی نسلوں نے بطورِ تبرک اسی کو من و عن قرآن

پاک کے لیے اختیار کرلیا۔ بعض لوگوں نے رسم الخط سے ناواقفیت کو عیب خیال کر کے صحابہ کی برأت کی کوشش کی ہے۔ ابن خلدون ایسے لوگوں کے بارے میں لکھتے ہیں:

ولاتلتفتنّ فی ذلک إلی مایزعم بعض المغفلین من أنهم کانوا محکمین لصناعة الخط، وأن مایتخیّل من مخالفة خطوطهم لأصول الرسم لیس کما یتخیّل، بل لکلها وجه، ویقولون فی مثل زیادة الألف فی "لاأذبحنه" (النمل۔۲۱) أنه تنبیه علیٰ أن الذبح لم یقع، وفی زیادة الیاء فی "بأیید" (الذاریات۔۴۷) أنه تنبیه علیٰ کمال القدرة. ۲۳

اس سلسلے میں ان غفلت شعاروں کی بات پر توجہ نہ دیجیے، جو یہ کہتے ہیں کہ صحابۂ کرام فنِ خط سے پوری طرح واقف تھے اور ان کے خطوط میں جو رسم الخط کے اصول کی خلاف ورزی پائی جاتی ہے، وہ حقیقۃً خلاف ورزی نہیں ہے، بلکہ ہر ایک کی وجہ ہے، چنانچہ وہ "لأاذبحنہ" میں الف کی زیادتی کے بارے میں کہتے ہیں کہ اس سے یہ بتلانا مقصود ہے، کہ ذبح واقع نہیں ہوا تھا، اور "بأیید" میں یا کی زیادتی کے بارے کہتے ہیں کہ اس سے قدرت کے کامل ہونے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

غرض اسلام سے پہلے حجاز میں خطاطی و کتابت بحیثیت ایک فن کے نایاب اور معدوم تھی۔ مکہ جیسے شہر میں کل ۱۷/ آدمی لکھنا جانتے تھے، ۲۴ جب کہ حضرت عامرؓ کی حدیث میں ہے کہ "وکان أهل مکة یکتبون وأهل المدینة لا یکتبون" ۲۵ یعنی مکہ والے لکھتے تھے اور مدینہ والے اس سے نابلد تھے۔ اس سے مدینہ کی صورتِ حال کا بھی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

اسلام میں خطاطی اور کتابت کی حیثیت:

اسلام میں خطاطی اور کتابت کی کیا حیثیت ہے؟ اس سوال کے جواب سے پہلے یہ جان لینا چاہیے کہ فلسفہ وسائنس سے ثابت ہو چکا ہے کہ محض خیر اور محض شر کا وجود

نہیں ہے، ہر چیز خیر وشر کا مجموعہ ہے، فرق اتنا ہے کہ کہیں خیر کا غلبہ ہوتا ہے اور کہیں شر کا۔ اسلامی اصول یہ ہے کہ جس چیز میں شر کا غلبہ ہو اسے بالکلیہ ترک کر دیا جائے، خواہ اس کا خیر بھی ہاتھ سے جاتا رہے، اور جس چیز میں شر کا غلبہ ہے اسے لے لیا جائے، لیکن اس کے شر کے پہلوؤں پر روک لگا دی جائے، مثال کے طور پر شراب کہ قرآن اس کے نفع کا ذکر کرتا ہے، پھر بھی اسے حرام قرار دیا گیا:

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيهِمَا إِثْمٌ كَبِيرٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ ، وَإِثْمُهُمَا أَكْبَرُ مِنْ نَفْعِهِمَا (البقرۃ۔۲۱۹)	پوچھتے ہیں شراب اور جوئے کا کیا حکم ہے؟ کہو ان دونوں چیزوں میں بڑی خرابی ہے، اگرچہ ان میں لوگوں کے لیے کچھ منافع بھی ہیں۔

دوسری مثال کتابت وتحریر کی ہے۔ یہ ان چیزوں میں سے ہے جن میں خیر غالب ہے، لیکن اس سے شر کو راہ ملے یا اس کے غلط استعمال کا خطرہ ہو تو وہ ناپسندیدہ قرار پائے گا۔

غرض کتابت کو اگر ان صالح مقاصد کے لیے استعمال کیا جائے جن کے لیے اس کو ایجاد کیا گیا ہے تو یہ نہایت عظیم اور فائدہ مند فن ہے۔ ایک ذریعۂ علم ہونے کی حیثیت سے قرآن نے اس فن کو بڑی اہمیت دی ہے، بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ اس فنِ لطیف کی تمام تر ترقی کا سہرا قرآن پاک کے سر ہے۔ قرآن کی ابتداء ہی قلم کے ذکر سے ہوتی ہے، بعد ازاں وہ بار بار مختلف پیرایوں اور مختلف اسالیب میں کتابت اور اس کے متعلقات کا تذکرہ کرتا ہے، کہیں کہتا ہے "نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ" (القلم:۱) اور کبھی کہتا ہے: "وَالطُّوْرِ وَ كِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ" (الطور:۲)۔ کہیں کہتا ہے: "وَلَوْ أَنَّمَا فِي الْأَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ أَقْلَامٌ وَالْبَحْرُ يَمُدُّهُ مِنْ بَعْدِهِ سَبْعَةُ أَبْحُرٍ مَا نَفِدَتْ كَلِمَاتُ اللهِ" (لقمان:۲۷) اور کہیں: "وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتَابًا فِيْ قِرْطَاسٍ" (الانعام:۷) فنِ کتابت کے لیے اس سے زیادہ فضیلت اور اہمیت کی بات کیا ہوگی کہ قرآن پاک میں لفظ "کتاب" کم وبیش ایک سو بائیس جگہ مذکور ہے۔[۳۶]

ایسی کتاب، جس کو ہر مسلمان پڑھتا ہے، بلکہ اس کے ایک ایک لفظ اور ایک ایک حرف کے برحق ہونے کا ایمان وعقیدہ رکھتا ہے، اس میں جب کسی فن کا اس قدر تذکرہ ہوگا تو فطری طور پر اس کی طرف توجہ مبذول ہونی چاہیے تھی اور ہوئی۔

اسلام میں کتابت کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ اسلامی قیادت کی اہم ترین ہستیاں اور بلند پایہ وعبقری شخصیات اپنے دورِ سیادت سے پہلے اس فنِ لطیف سے کسی نہ کسی درجے میں وابستہ رہی ہیں۔ مورخین نے لکھا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام عزیزِ مصر کے لیے، حضرت ہارون اور حضرت یوشع بن نون علیہما السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے، حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے والد حضرت داؤد علیہ السلام کے لیے، آصف بن برخیا اور یوسف بن عنقا حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے، اور حضرت یحییٰؑ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے کتابت کیا کرتے تھے، دورِ خلافت پر نظر ڈالیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ خلیفۂ اول حضرت ابوبکر صدیقؓ، خلیفۂ دوم حضرت عمر فاروقؓ، خلیفۂ سوم حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت معاویہؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کتابت کرتے تھے۔ حضرت مروان بن حکم حضرت عثمانؓ کے اور حضرت عبدالملک بن مروان حضرت معاویہؓ کے کاتب تھے۔ ان تمام حضرت کو اسلامی تاریخ میں غیر معمولی شہرت اور نام وری حاصل ہوئی۔ ۲۷

زبانِ نبوت سے کتابت کی اہمیت وفضیلت:

شمعِ حرم جب مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ پہنچی تو نبی کریم ﷺ نے اس سلسلہ میں اقدامات کیے، غالباً سب سے اولین قدم غزوۂ بدر کے موقع پر اٹھایا گیا، جب مسلمانوں نے ستر کفار کو قید کیا اور ہر ایک کی رہائی کے لیے ۴۰/ اوقیہ فدیہ مقرر کیا گیا۔ جس کے پاس زرِ فدیہ نہیں ہوتا تھا، دس مسلم بچوں کو اس کے سپرد کردیا جاتا تھا، جن کو وہ لکھنا سکھاتا تھا۔ جب ان بچوں میں لکھنے کی مہارت پیدا ہوجاتی تھی تو یہی استاد کے لیے فدیہ تھا۔ اس طرح مسلمانوں میں اچھی خاصی تعداد کتابت سے واقف ہوگئی۔ ۲۸

غزوۂ بدر کے اہم ترین قیدیوں کو محض دس بچوں کو لکھنا سکھانے کے عوض رہا

کر دینا محض اس بنا پر تھا کہ مسلمانوں میں کتابت کے تعلق سے احساس وشعور بیدار کیا جائے، کیوں کہ آگے چل کر اسلام کو مضبوط ترین بنیادوں پر استوار ہونا اور سارے جہاں کی ہدایت و رہنمائی کا فریضہ انجام دینا تھا اور یہ مقصد فنِ کتابت کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتا تھا۔

ہمیں احادیث کے ذخیرے میں ایسی روایات ملتی ہیں، جن سے اس فن کی قدر و منزلت اور اس کے فوائد کا احساس ہوتا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

قيدوا العلم بالكتاب. ۲۹	علم کو رشتۂ تحریر سے منسلک کردو۔

ایک اور حدیث میں ہے:

إنّ من حق الولد على والده أن يعلّمه الكتابة" ۳۰	باپ پر بیٹے کا حق ہے کہ وہ اسے لکھنا سکھائے۔

ایک اور حدیث میں ہے:

الخط الحسن يزيد الحق وضحاً ۳۱	عمدہ خطاطی حق کی وضاحت میں اضافہ کردیتی ہے۔

یہاں یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ علم کا تحریر و کتابت سے ربط و تعلق صرف اتنا ہے کہ وہ اس کے لیے محافظ اور اس کی ترقی واشاعت میں معین و مددگار ہے، ورنہ حقیقی علم جو انسان کی آنکھوں کو کھولتا ہے اور راہِ حیات کی تیرگی میں اس کے لیے روشنی فراہم کرتا ہے، انسان کے سینوں میں ہوتا ہے، کاغذ کے سفینوں میں نہیں۔ چناں چہ اولیں ترجیح یہی ہے کہ علم کو دل میں محفوظ کیا جائے، مگر چوں کہ تمام تر کوشش کے باوجود ذہول ونسیان کا خطرہ لاحق رہتا ہے، اس لیے ضروری ہے کہ اسے لکھ بھی لیا جائے، تاکہ بوقتِ ضرورت مراجعت کی جاسکے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ: "ایک مرتبہ وہ رسول پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میں آپ کی حدیثیں روایت کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں، میری خواہش ہے کہ اس سلسلے میں اپنے دل کے ساتھ کتابت سے بھی مدد لوں، بشرطے کہ آپ اسے مناسب خیال کریں۔ رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ان کان حدیثی، ثم استعن بیدک مع قلبک ۳۲ — اگر واقعۃً میری حدیث ہے تو دل کے ساتھ ساتھ ہاتھوں سے بھی مدد لو۔

یہی وجہ ہے کہ جولوگ لکھنے کے عادی تھے ان کا علم زیادہ وسیع اور محفوظ رہا۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں:

لم یکن أحد من أصحاب رسول اللہ ﷺ أکثر حدیثاً منی إلا عبد اللہ ابن عمرو بن العاص فإنه کتب ولم أکتب ۳۳ — حضور علیہ السلام کے صحابہ میں مجھ سے زیادہ حدیثیں کسی کے پاس نہیں ہیں، سوائے عبداللہ بن عمرو بن العاص کے، کیونکہ وہ لکھتے تھے اور میں نہیں لکھتا تھا۔

زبانِ نبوت سے خطاطی کی اہمیت وفضیلت:

پہلے عرض کیا گیا تھا کہ خطاطی اور کتابت میں بنیادی فرق ہے کہ خطاطی میں حسن و آرائش پر زیادہ توجہ ہوتی ہے اور کتابت میں کثرتِ تحریر پر۔ زبانِ نبوت جہاں کتابت کی فضیلت بیان کرتی ہے وہیں خطاطی کی اہمیت سے بھی خاموش نہیں ہے، بلکہ کتابت کو حسین سے حسین تر بنانے والے کے لیے دنیوی واخروی زندگی میں ایسے وعدے کیے گئے ہیں جن کا بظاہر فن سے کوئی تعلق نہیں ہے، لیکن اس سے نفس کو ترغیب ہوتی ہے ارشاد ہے:☆

إذا کتبتم کتاباً فجوّدوا بسین "بسم اللہ الرحمن الرحیم" تقضیٰ لکم الحوائج و فیه رضی الرحمان عزّوجلّ. (۳۴) — جب تم کچھ لکھو تو "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" کی سین کو خوب سے خوب تر بناؤ، (اس کی برکت سے) تمہاری ضرورتیں پوری کی جائیں گی اور اس میں اللہ عزوجل کی رضا و خوشنودی بھی ہے۔

ایک اور حدیث میں ارشاد ہے:

☆ ذیل میں جو احادیث درج کی گئی ہیں ان کی صحت تحقیق طلب ہے (جلال الدین)

من كتب "بسم اللّه الرّحمن الرّحيم" فلم يعوّر الهاء التى فى "اللّه" كتب اللّه له عشر حسنات ومحا عنه عشر سيئات ورفع له عشر درجات ۳۵	جس نے "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" لکھا اور "اللہ" کی "ھاء" کو بدنما نہیں بنایا، اللہ تعالیٰ اس کے لیے دس نیکیاں لکھ دیتے ہیں، اس کے دس گناہ (نامۂ اعمال سے) مٹا دیتے ہیں، اور اس کے دس درجے بلند فرما دیتے ہیں۔

ایک حدیث میں ہے:

اذا كتب أحدكم "بسم اللّٰه الرّحمٰن الرّحيم" فليمدّ "الرحمن". ۳۶ ☆☆	جب تم میں سے کوئی "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" لکھے تو "الرحمٰن" کو کھینچ کر لکھے۔

فنِ کتابت و خطاطی کی مجموعی اہمیت و فضیلت سے ایک قدم آگے بڑھ کر ہمیں مشعلِ نبوت سے بعض اصول و آداب کی رہنمائی بھی ملتی ہے، ارشادِ نبوی ہے:

إذا كتب أحدكم فليتربه، فإن التراب مبارك وهو أنجح للحاجة. ۳۷☆☆	تم سے میں کوئی جب لکھے تو اس پر مٹی ڈال دے اس لیے کہ مٹی باعثِ برکت ہے، اور اس سے ضرورت زیادہ بہتر طریقے سے پوری ہوتی ہے۔

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

ضع القلم علىٰ أذنك، فإنه أذكر للمملي. ۳۸	قلم اپنے کان پر رکھو کہ یہ (طریقہ) لکھنے والے کو زیادہ یاد دلانے والا ہے۔

یہ بات پہلے گذر چکی ہے کہ تصویر کشی، تصویر سازی و مجسمہ سازی کی ممانعت نے خطاطی کے فروغ اور ترقی میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ درحقیقت یہ بھی پیغمبر اسلام کی حکمت و دانائی کا نمونہ ہے کہ آپ نے مصوری سے متعلق انسانی صلاحیت کا رخ ایسے فن کی طرف موڑ دیا جو اپنی شکل و صورت اور طرزِ ادا میں مصوّری سے پوری طرح ہم آہنگ

☆☆ یہ دونوں حدیثیں ضعیف ہیں۔ مناوی، التیسیر بشرح الجامع الصغیر طبع مصر ۱۳۸۶ھ ۱/۱۲۶ (جلال الدین)

ہونے کے ساتھ انسان کی ترقی و بہبود کا ذریعہ بھی ہے۔

یہ حیرت انگیز بات ہے کہ انسانوں، جانوروں، ہتھیاروں اور دیگر اشیاء کی تصویروں میں عربی خطوط اور نستعلیق کے حروف کی شکلیں نہایت واضح ہے۔ شیخ ممتاز حسین جون پوری نے "تعلیم خط و املاء" میں اس کی تفصیلات درج کی ہیں۔ وہیں سے کچھ باتیں مولوی احترام الدین شاغل نے بھی نقل کی ہیں۔ شاغل صاحب کی نستعلیق کے بارے میں ایک دل چسپ عبارت ملاحظہ ہو:

"مصوّر کا موئے قلم جو سحر آفرینی کرسکتا ہے، اس کا صحیح جواب اسی خط (نستعلیق) کے خوش نویس کا خامۂ اعجاز رقم ہوسکتا ہے۔ زلفِ یار کا پورا پرتو اسی کا "ل" ہوسکتا ہے، اور جعدِ مشکیں کے مقابلہ میں اسی کے میم کی گھنڈی آسکتی ہے، چشمِ سرگیں کا حسن اسی کے سر صاد میں نظر آتا ہے۔ چہرۂ ماہِ رویاں کے جواب اسی کے آفتابی دائرے ہوسکتے ہیں، سرو قامت کا جواب اسی کا الف ہوگا تو ابروئے خم دار کا بدل "ط" کی دورائے متصل، گوہرِ دنداں دندانہائے "سین" تو "میم" کا نزول ساق سیمیں...... "لا" رشک سبابہ وسطی، مرکز تیر مژگاں کا بدل"۔ [۳۹]

خطاطی اور کتابت کے بارے میں چند اقوال:

کسی بھی چیز سے متعلق اصحابِ علم و دانش کی آراء معتبر ہوتی ہیں۔ ذیل میں خطاطی و کتابت سے متعلق تاریخ کی عبقری شخصیات کے اقوال ذکر کیے جاتے ہیں، جن سے اس فن کی فضیلت و اہمیت اجاگر ہوگی:

(۱) حضرت قتادہؓ کا قول ہے:

القلم نعمة من الله عظيمةٌ ، لو لا القلم لم يقم دين ولم يصلح عيش. [۴۰]	قلم اللہ کی عظیم نعمت ہے، قلم نہ ہوتا تو دین قائم رہتا نہ زندگی صلاح پاتی۔

(۲) حضرت ابوقلابہؒ فرماتے ہیں:

الكتاب أحبّ الىّ من النسيان. [۴۱]	لکھ لینا میرے نزدیک بھول جانے سے بہتر ہے۔

(۳) حضرت سعید بن العاص نے فرمایا ہے:

من لم یکتب فیمینه یسریٰ ۴۳	جو آدمی لکھ نہ سکے اس کا دایاں ہاتھ بھی بایاں ہے۔

(۴) معن بن زائدہ کا قول ہے:

إذالم تکتب الید فهی رِجلٌ ۴۳	ہاتھ اگر نہ لکھے تو وہ پاؤں کی طرح ہے۔

(۵) امام احمد بن حنبلؒ (م ۲۴۱ھ) فرماتے ہیں:

لو لا کتابة العلم أی شیء کنانحن ؟ ۴۴	اگر کتابتِ علم نہ ہوتی تو ہم کس شمار و قطار میں تھے۔

(۶) اسحاق بن منصورؒ (م ۲۵۱ھ) فرماتے ہیں:

لو لم یکتب العلم لذهب . ۴۵	اگر علم کو لکھا نہ جاتا تو وہ ضائع ہو جاتا۔

(۷) طریح بن اسماعیل ثقفیؒ (م ۱۶۵ھ) فرماتے ہیں:

عقول الرجال تحت أسنان أقلامها ۴۶	انسانوں کی عقلیں ان کے قلم کی نبوں کے نیچے ہیں۔

(۸) ابن ابی دوادؒ کہتے ہیں:

القلم سفیر العقل ورسوله ولسانه الأطول وترجمانه الأفضل . ۴۷	قلم عقل کا سفیر اور قاصد ہے، قلم عقل کی دراز تر زبان اور افضل ترین ترجمان ہے۔

(۹) عبدالحمید الکاتب (م ۱۳۲ھ) کا قول ہے:

القلم شجرة ثمرها الألفاظ ، والفکر بحر لؤ لؤ ہ الحکمة ، وفیه ریّ العقول الظمیئة . ۴۸	قلم ایک درخت ہے، الفاظ اس کے پھل ہیں، فکر ایک سمندر ہے، حکمت اس کا موتی ہے، اور اس میں پیاسی عقلوں کے لیے سیرابی ہے۔

(۱۰) عتابی (م ۲۲۰ھ-) کا قول ہے:

ألأقلام مطایا الفطن ۴۹	قلم فہم و دانش کی سواریاں ہیں۔

(۱۱) عتابی ہی کا ایک اور قول ہے:

ببكاء الأقلام تبتسم الكتب. ۵۰	قلم کے رونے سے کتابیں مسکراتی ہیں۔

(۱۲) نظّام معتزلی (ابراہیم بن سیّار م ۲۳۱ھ) کا قول ہے:

الخط أصيل فى الروح وإن ظهر بحواس البدن. ۵۱	خطاطی کی جڑ روح میں پیوست ہے، اگرچہ یہ اعضائے جسمانی سے ظاہر ہوتی ہے۔

(۱۳) ارسطو (م ۳۲۲ ق م) کا قول ہے:

القلم العلة الفاعلة، والمداد العلة الهيولانية، والخط العلة الصورية، والبلاغة العلة المتمّمة. ۵۲	قلم علتِ فاعلیہ، روشنائی علتِ مادیہ (ہیولانیہ) خطاطی علتِ صوریہ، اور بلاغت علتِ متممہ ہے۔

(۱۴) افلاطون (م ۳۴۸ ق م) کا قول ہے:

الخط عقال العقل ۵۳	خطاطی عقل کی رسی ہے۔

(۱۵) اقلیدس کا قول ہے:

الخط هندسة روحانية وإن ظهرت بآلة جسمانية ۵۴	خطاطی ایک روحانی فن ہے، اگر چہ جسمانی آلے سے ظاہر ہوتا ہے۔

(۱۶) ابودلف کہتے ہیں:

الخط رياض العلوم. ۵۵	خطاطی علوم کا باغیچہ ہے۔

(۱۷) بزرجمہر کا قول ہے:

الكتب أصداف الحكم تنشقّ عن جواهر الشيم. ۵٦	کتابیں حکمتوں کی سیپیاں ہیں، جن سے اخلاق وعادات کے موتی برآمد ہوتے ہیں۔

خطاطی کو اسلامی فن کہا جاتا ہے، اور بجا طور پر کہا جاتا ہے۔ مسلمانوں نے اس فن کے ساتھ جس قدر فریفتگی اور والہانہ پن کا مظاہرہ کیا ہے، کوئی دوسری قوم اس کی مثال نہیں پیش کر سکتی۔ شیخ ممتاز حسین جون پوری نے لکھا ہے:

''مسلمانوں کا فخر اس پر بجا ہے کہ جب سے دنیا میں اسلام کا ظہور ہوا، مشرق میں مادرِ خطوط ''خط کوفی'' سے اس وقت تک جتنے خطوط ایجاد ہوئے، بلا کسی استثناء کے سب کے موجد مسلمان ہیں، اور مسلمان ہی کامل بھی گزرے، اگر چہ یہ خطوط دنیا کے مختلف ملک اور قوم میں پھیلے اور سبھی نے ان کو حاصل کیا، یہ مخصوص بات شاید خطاطی کے سوا کسی اور علم وفن کے ساتھ وابستہ نہ ہو''[۵۷]

یہ کوئی ثنا خوانی نہیں، بلکہ ایک واقعہ ہے۔ خوش نویسوں کے تذکرے اس کی شہادت دیتے ہیں جن میں ایسے بہت سے خطّاطوں کے تذکرے شامل ہیں جنہوں نے اس فن کے ساتھ جنون کی حد تک دل چسپی کا مظاہرہ کیا اور اس کی نوک پلک سنوار نے اور نئی نئی چیزوں کی یافت وتلاش میں اپنی بیش قیمت صلاحیتوں کا نذرانہ پیش کیا۔

کیا لوگ تھے جو راہِ وفا سے گذر گئے
جی چاہتا ہے نقشِ قدم چومتے چلیں

حواشی ومراجع

۱۔ قرآنی آیت ہے: قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ وَالطَّيِّبَاتِ مِنَ الرِّزْقِ، قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ آمَنُوا (الاعراف:۳۲)

۲۔ صحیفۂ خوش نویساں/مولوی احترام الدین احمد شاغل عثمانی، انجمن ترقی اردو ہند، علی گڑھ ۱۹۶۳ء، ص:۲۵۲

۳۔ سنن أبو داؤد، دار إحیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، ج:۴، ص:۲۲۶

۴۔ الجامع لاحکام القرآن، ابوعبداللہ محمد بن احمد الانصاری القرطبی، دار الفکر بیروت، لبنان، ۱۴۱۵ھ/ ۱۹۹۵ء، ج:۱۰، ص:۱۰۸

۵۔ البرھان فی علوم القرآن، امام بدرالدین محمد بن عبداللہ الزرکشی، دار إحیاء الکتب العربیۃ، طبعہ اولیٰ ۱۳۷۶ھ/-۱۹۵۷ء، ج:۱، ص:۳۷۷-۳۷۸

۶۔ ایضاً

۷ ایضاً
۸ اردو لغت (تاریخی اصول پر)، اردو لغت بورڈ، ترقی اردو بورڈ، کراچی دسمبر ۱۹۸۷ء، ج:۸، ص: ۵۹۵، بحوالہ "رسالہ تہذیب الاخلاق" ۱۸۹۴ء
۹ منشی نول کشور اوران کے خطاط وخوش نویس، امیر حسن نورانی، ترقی اردو بیورو، نئی دہلی، ۱۹۹۴ء، ص: ۳۷، بحوالہ ترجمہ اردو مقدمہ ابن خلدون
۱۰ مقدمہ، ابن خلدون، مطبعہ ازہریہ مصر، ۱۳۱۱ھ، ص: ۲۴۸
۱۱ **التفسیر المظھری**، قاضی محمد ثناءاللہ عثمانی پانی پتی، ندوۃ المصنفین دہلی، طبعۂ ثانیہ، ۱۳۸۴ھ، ج: ۱۰، ص: ۳۰۴
۱۲ ایضاً
۱۳ **الجامع لأحکام القرآن**، ج: ۱۰، ص: ۱۰۷
۱۴ مقدمہ ابن خلدون، ص: ۲۵۰
۱۵ ایضاً
۱۶ ایضاً
۱۷ صبح الأعشی فی صناعۃ الانشاء، احمد بن علی القلقشندی، دار الفکر بیروت ۱۹۸۷ء، ۱/ ۶۷
۱۸ خط وخطاطی، شیخ ممتاز حسین جونپوری، اکیڈمی آف ایجوکیشنل ریسرچ، کراچی ۱۹۶۱ء، ص: ۵۹-۶۰
۱۹ اردو انسائیکلوپیڈیا، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی ۱۹۹۷ء، ج: ۳، ص: ۲۳۵،
۲۰ نقوش رعنا موسوم مرقع خطاطی، ابن کلیم، دبستان فروغ خطاطی، ملتان ۱۹۷۸ء
۲۱ مقدمہ ابن خلدون، ص: ۲۴۸
۲۲ **تاریخ آداب اللغۃ العربیہ**، جرجی زیدان، دار مکتبۃ الحیاۃ، بیروت، لبنان، طبعۂ ثانیہ ۱۹۷۸ء، ج: ۱، ص: ۱۹۶،
۲۳ مقدمہ ابن خلدون، ص: ۲۴۹
۲۴ اردو رسم الخط، پروفیسر سید محمد سلیم، مقتدرہ قومی زبان، کراچی، ۱۹۸۱ء بحوالہ فتوح البلدان، بلاذری، ص: ۴۵۷

۲۵ طبقات کبری، ابن سعد، دار صادر، بیروت، لبنان، ج:۲،ص:۲۲
۲۶ ملاحظہ کیجیے۔ المعجم المفہرس لالفاظ القرآن الکریم، محمد فواد عبدالباقی، لفظ ''الکتاب''
۲۷ طبقات ابن سعد، ۲/۲۲
۲۸ صبح الاعشیٰ، ۱/۶۸
۲۹ سنن دارمی، مطبوعہ دار القلم، ۱۴۱۲ھ ۱۹۹۱ء، ج:۱،ص:۱۳۵
۳۰ کنز العمال، علامہ علاؤالدین علی المتقی (م ۹۷۵ھ) مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، ۱۴۰۹ھ، ج:۱۶،ص:۴۵۷،
۳۱ کنز العمال، ج:۱۰،ص:۲۴۴
۳۲ سنن دارمی، ج:۱،ص:۱۳۶
۳۳ جامع بیان العلم و فضلہ، ابوعمر یوسف بن عبدالبر (م ۴۶۳ھ) دار ابن الجوزی، دمام، سعودی عرب، ۱۴۱۸ھ، ج:۱،ص:۲۹۹
۳۴ کنز العمال، ج:۱۰،ص:۲۴۶
۳۵ ایضاً
۳۶ ایضاً، ص:۲۴۴
۳۷ ایضاً، ص:۲۴۵
۳۸ ایضاً، ص:۲۴۴
۳۹ صحیفۂ خوش نویساں، ص:۴۰-۴۱
۴۰ الدر المنثور فی التفسیر المأثور، امام عبدالرحمان جلال الدین السیوطی (م ۹۱۱ھ) دار الفکر بیروت، لبنان ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء، ج:۸،ص:۵۶۴
۴۱ جامع بیان العلم و فضلہ، ج:۱،ص:۳۲۴
۴۲ صبح الاعشیٰ، ۱/۶۵ ۴۳ ایضاً
۴۴ جامع بیان العلم و فضلہ، ج:۱،ص:۳۲۹ ۴۵ ایضاً
۴۶ تا ۵۶ الفہرست، ابن ندیم، دار الباز، مکۃ المکرمہ ۱۳۹۸ھ/ ۱۳۷۸ء ص:۱۵-۱۶
۵۷ خط و خطاطی، ص:۴۱